پروفیسر خالد شبیر احمد

تأثرات

نوحہ کناں ہیں بجلیاں ، ماتم کناں شرر
چہرے کی زردیوں پہ ڈالے کون اب نظر
آنگن میں حکمراں کے برسے ہُن کی چاندنی
لیکن اندھیرا مفلسی کا ہے نگر ، نگر
ہر شے پہ اک سکوت سا طاری ہے اِن دنوں
شاید کہ آنے والا ہے طوفان ، پُر خطر
ساحل پہ گرچہ ہر طرف بے ڈھب سا شور ہے
بے شور لہریں ہوگئیں ، خاموش ہیں بھنور
اب تو ہوائے حرص ہے ، موجِ صبا کہاں؟
صَرصَر کی زد میں آگئے اس گھر کے بام و دَر
ہے شب گزیدہ روشنی ، بے نور کہکشاں
بے خواب ہوکے رہ گئی تاروں کی رہگذر
دھرتی یہ میری مجھ سے اب کرتی ہے اک سوال
کس نے لگادی آگ کے جل اٹھے بحر و بر
میں خاک ہوکے رہ گیا کہ خاک زاد تھا
رہا نہیں ہے راکھ میں میری کوئی شرر
ناکامیوں کی پھانس میری روح تک گئی
وہ خواب جانے کیا ہوئے دیکھے تھے عمر بھر
جن کی گھنی چھاؤں پل کر ہوئے جواں
ہاں کٹ کٹا گئے ہیں اب تو سارے وہ شجر
خالؔد صدف کی کوکھ ہی اب بانجھ ہو گئی
اب تہہ میں پانیوں کی نہیں ہے کوئی گُہر

غزل

دکھ دل میں بے شمار ہیں ، لب پر فغاں نہیں
منہ میں زباں تو ہے ، مجھے اذنِ بیاں نہیں
دل جیتنے کو چاہیے چاہت کی اک نظر
یہ کاروبارِ تیشہ و تیغ و سناں نہیں
زاغ و زغن کا راج ہے سارے جہان پر
اقبؔال کے ہی شاہیں کا کوئی جہاں نہیں
وہ دن ہوئے خواب کہ عزتِ مآب تھے
اپنا جہاں میں اب کوئی توصیف خواں نہیں
برسوں سے ناپیے نہ جوانی کے سلسلے
جذبے نہیں ہیں جس کے جواں وہ جواں نہیں
جام و سبو و ساغر و مینار اداس ہیں
ذوقِ طلب نہیں کہیں ، ذکرِ بُتاں نہیں
دیوار و در بھی اس کے اب تو ہوگئے فروخت
میرا مکاں بھی ان دنوں میرا مکاں نہیں
خالؔد غموں سے چور ہے لیکن کمال ہے
حرفِ بیاں سے اُس کے کوئی غم عیاں نہیں